بعض ممالک میں دہشتگردی بھی بہت زیادہ ہے، شدت پسندی بھی ہے اور یہاں حملے بھی ہو رہے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ شدت پسند گروہوں اور ان ممالک میں باغی گروہوں کو ہتھیار مغربی ممالک سے ہی ملتے ہیں اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اور دین کے خلاف جو بغض ہے اس کے اظہار کے لئے بعض طاقتوں نے بڑی ہوشیاری سے ان گروہوں کو منظّم کیا ہے۔ ایک طرف حکومتوں کو ظاہری اور خفیہ مدد دی جا رہی ہے اور دوسری طرف باغیوں کی اور اسی طرح شدت پسند گروہوں کی کسی نہ کسی طریقے سے مدد کی جاتی ہے۔ اگر یہ مدد نہ ہو تو کوئی گروہ یا حکومت اتنا لمبا عرصہ لڑائی نہیں لڑ سکتے

دعوت الی اللہ کے لئے، دین کی خوبصورت تعلیم پھیلانے کے لئے، دینی احکامات کی حکمت بتانے کے لئے دلیل کے ساتھ بات کی ضرورت ہے نہ کہ اس طرح جس طرح یہ آجکل کے نام نہاد شدت پسند گروہ کر رہے ہیں۔ تلوار کے ساتھ دین پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے کہیں حکم نہیں دیا

جب ہم دعوت الی اللہ کرتے ہیں اور دین کی پُر امن تعلیم دنیا کو بتاتے ہیں تو دین مخالف طاقتیں جو ہیں ہمیں ہمیشہ یہی جواب دیتی ہیں کہ ٹھیک ہے تم پُر امن ہو گے لیکن تمہیں تو (-) اکثریت (-) ہی نہیں سمجھتی لہٰذا تم دین کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔ پس ان حالات میں ہمارے چیلنج مزید بڑھ جاتے ہیں اور ہر احمدی کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا ہر فعل اور عمل دین کا نمونہ ہو۔ اگر دعوت الی اللہ نہیں بھی کر رہا تو پھر بھی اس کا قول و فعل دین کا پیغام پہنچانے والا ہو۔ اس بارے میں حکمت سے اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کو کام کرنا چاہئے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: دین کی حفاظت اور سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے (مومنوں) کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق گزارنے والے ہوں۔ سچے (مومنوں) کا نمونہ بننے والے ہوں اور تمام تر مخالفتوں کے باوجود (دین) کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلانے والے بنیں اور ہم میں سے ہر ایک حقیقی (دین) کی حفاظت اور سچائی ظاہر کرنے والوں میں سے بن جائے

مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب (قادیان) مکرم فضل الٰہی انوری صاحب (جرمنی) اور مکرم ابراہیم بن عبد اللہ اغزول صاحب (مراکش) کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 مارچ 2017ء بمطابق 17 / امان 1396 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی اور ترقی یافتہ دنیا میں انتہائی دائیں بازو کی سیاسی جماعتیں یا Far-rights جسے کہتے ہیں یا نسل پرست یا قوم پرست سیاستدانوں کی اور پارٹیوں کی پذیرائی بڑھتی جا رہی ہے۔ ان کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ تجزیہ نگار بھی اس بارے میں بہت کچھ لکھتے ہیں کہ جو موجودہ حکومتیں ہیں جو بائیں بازو کی حکومتیں کہلاتی ہیں یا امیگریشن پالیسیز میں اتنی زیادہ سخت نہیں ہیں ان حکومتوں کی امیگریشن پالیسیز کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور اس کے علاوہ بھی کچھ وجوہات ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کی تان آ کر (-) پر ٹوٹتی ہے کہ (-) کو ان ممالک میں آنے پر Ban ہونا چاہئے۔ ان کو روکا جانا چاہئے کیونکہ یہ ہمارے اندر جذب نہیں ہوتے اور علیحدہ رہتے ہیں اور اپنے مذہب (دین حق) پر عمل کرتے ہیں جو کہ اُن کے خیال میں شدت پسندی کا مذہب ہے۔ یا پھر یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہاں ہمارے میں رہنا ہے تو ان کو اپنا مذہب اور اپنی روایات کو چھوڑ کر ہمارے طریقوں اور ہمارے رہن سہن کو اپنانا ہو گا۔ اگر اس طرح نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے اندر جذب ہونا نہیں چاہتے اور جب اپنی انفرادیت یا مذہبی حیثیت قائم رکھتے ہیں یا رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک کے لئے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ عجیب جاہلانہ باتیں ہیں کہ (-) کی (-) کے مینار ہمارے لئے خطرہ ہیں۔ ان کی عورتوں کے حجاب ہمارے لئے خطرہ ہیں۔ ان کی عورتوں کا مردوں سے مصافحہ نہ کرنا یا مردوں کا عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا ہمارے لئے خطرہ ہے۔ یہاں یو۔کے میں تو اِکّادُکّا سیاستدان ہی شاید اس قسم کی باتیں کرتے ہوں لیکن دوسرے ممالک میں اس بارے میں بہت شور ہے اور پھر ہر روز سیاستدانوں کے اس بارے میں بیان آ رہے ہیں۔ اور پھر یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ دیکھو (-) کا ہمارے لئے خطرہ ہونا اس بات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ (-) ممالک میں شدت پسندی اور لاقانونیت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور یہاں ہمارے ملک میں بھی شدت پسندوں کے حملے (-) کی طرف سے ہی زیادہ تر ہو رہے ہیں۔

ان کی باقی باتیں تو (دین) کی مخالفت میں ہیں لیکن بدقسمتی سے یہ بات ان کی صحیح ہے کہ (-) ممالک میں شدت پسندی ہے اور یہاں حملے بھی ہو رہے ہیں اور یہ بات جو ہے، یہ اعتراض جو ہے یہ بھی، جیسا کہ میں نے کہا، (-) کی طرف سے ان کے ہاتھ میں دیا گیا ہے کیونکہ (-) ممالک میں دہشتگردی بھی بہت زیادہ ہے، شدت پسندی بھی ہے اور یہاں حملے بھی ہو رہے ہیں۔

قطع نظر اس کے کہ شدت پسند گروہوں اور (-) ممالک میں باغی گروہوں کو ہتھیار مغربی ممالک سے ہی ملتے ہیں اور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے اور (دین) کے خلاف جو بغض ہے اس کے اظہار کے لئے بعض طاقتوں نے بڑی ہوشیاری سے ان گروہوں کو منظّم کیا ہے۔ ایک طرف حکومتوں کو ظاہری اور خفیہ مدد دی جا رہی ہے اور دوسری طرف باغیوں کی اور اسی طرح شدت پسند گروہوں کی کسی نہ کسی طریقے سے مدد کی جاتی ہے۔ اگر یہ مدد نہ ہو تو کوئی گروہ یا حکومت اتنا لمبا عرصہ لڑائی نہیں لڑ سکتے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ (-) کو جب بھی نقصان پہنچا ہے (-) کے اپنے عمل اور سازشوں اور بغاوتوں اور ایک دوسرے کے حق ادا نہ کرنے اور ذاتی مفادات کو قومی اور ملّی مفادات پر ترجیح دینے سے ہی پہنچا ہے۔ (دین) کی تعلیم کو بھولنے اور اپنے مقصد کو نظر انداز کرنے سے ہی پہنچا ہے۔ بجائے اس کے کہ

اپنی روحانی حالت کو بہتر کرتے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کی پیروی کرتے دنیا کے لالچ اور دنیاوی وجاہت اور مقاصد حکمرانوں کے بھی، دوسرے سیاستدانوں کے بھی اور (-) کی بھی ترجیح بن گئے ہیں...... پاکستان میں تو قانون کی آڑ میں یہ ظلم و تعدی کے بازار گرم ہیں۔ وہاں تو کئی سالوں سے، بلکہ کئی دہائیوں سے کہنا چاہئے، ہو ہی رہا ہے۔ بعض اور (-) ممالک میں بھی (-) کے خوف اور ظالم افسروں کی وجہ سے احمدی مشکلات کا شکار رہے اور ہو رہے ہیں یا ان کو گزرنا پڑا۔ بعض جگہ اب نسبتاً حالات بہتر بھی ہو رہے ہیں۔ کتنا عرصہ رہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فضل کرے اور ہمیشہ رہیں اور احمدی محفوظ رہیں لیکن آجکل الجزائر میں یہ ظلم بڑھ رہا ہے۔ پولیس احمدیوں کو ہراساں کر رہی ہے۔ عدالتیں اپنی مرضی کے فیصلے کر کے احمدیوں کو جیلوں میں ڈال رہی ہیں اور بعض کو ایک سال سے تین سال تک کی جیل کی سزا ملی ہے صرف اس لئے کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے آنے والے امام کو مان لیا ہے اور اس لئے مان لیا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے۔ یہ لوگ جو جیل میں ہیں یا جن کو سزا دی گئی ہے یا سزا کا انتظار کر رہے ہیں اور پولیس کسٹڈی (Custody) میں ہیں یا جن کو ہراساں کیا گیا ان کی تعداد بھی دو سو سے اوپر ہے اور سب نے باوجود ان سختیوں کے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جو بھی سختی ہم پر کر لیں ہم اپنے ایمان سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔

پس احمدی تو جب اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات پر ترجیح دینی ہے ہر دوسری چیز پر ترجیح دینی ہے، اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی بھی کرنی پڑی تو کرنی ہے تو پھر اس کے ایمان سے اس کو کوئی نہیں ہلا سکتا۔ لیکن یہ لوگ جو ظلم کر رہے ہیں اور (دین حق) کے نام پر اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ظلم ہو رہے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو دیکھ رہا ہے اور مظلوم کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش پر پہنچ رہی ہیں اور پہنچتی ہیں۔ اس کی عدالت نے جب فیصلہ کیا تو ان ظالموں کی نہ دنیا رہے گی نہ آخرت۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھی ڈرنا چاہئے اور بجائے احمدیوں پر مظالم ڈھانے کے اپنی حالتوں کو دیکھیں۔ یہ لوگ (دین حق) کی خوبصورت تعلیم کی بدنامی کا جو باعث بن رہے ہیں، یہ دیکھیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگیوں کا یہ مقصد بتلایا تھا؟

یہ (-) جن کے فتووں کے پیچھے حکمرانوں اور دوسرے عدالتوں کے قاضی اور جج چل رہے ہیں اگر (-) کا درد رکھنے والے ہوتے تو پھر (دین) کی ایسی حالت میں جب ہر طرف سے (دین) پر اعتراض ہو رہے ہیں سب (-) ایک ہو کے سوچتے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے تو (دین) کے تمام دنیا میں پھیلنے کے ہیں لیکن یہاں تو الٹا (دین) ان حرکتوں سے بدنام ہو رہا ہے۔ یہ کیا وجہ ہے؟ کیا دہشتگرد اور شدت پسند تنظیموں کے ذریعہ غلبہ ہوگا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ قتل و غارت کر کے (دین) کو پھیلاؤ؟ کیا (دین) کے پاس براہین اور دلائل نہیں ہیں جن سے یہ پھیلایا جائے؟ کیا صرف تلوار سے مخالف فرقوں کے لوگوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں اور معصوم عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے اور بوڑھوں کو قتل کر کے (دین) کی خدمت ہوگی؟ اگر یہ ان کی سوچ ہے اور اکثر (-) کے جو متشددانہ عمل ہیں ان سے یہی نظر آتا ہے کہ یہی ان کی سوچ ہے تو پھر یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے نافرمان ہیں۔ ایسے عمل اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے ضرور مورد بنا سکتے ہیں۔ احمدیوں پر ظلم کر کے اور (دین) کے نام پر غلط کام کر کے ان کو کامیابی تو ملنی نہیں۔ اپنی حکومت اور طاقت کے بل بوتے پر جسے یہ اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے حضور بھی حاضر ہونا ہے اور وہاں ان ظلموں کا جواب بھی دینا ہوگا۔

(-) کی حالت بھی اس وقت عجیب ہوئی ہے۔ ایک طرف تو نام نہاد (-) کا طبقہ ہے یا شدت پسند لوگوں کا طبقہ ہے جس نے جیسا کہ میں نے کہا ہر طرف (دین) کے نام پر اپنوں اور غیروں کے خلاف فساد برپا کیا ہوا ہے۔ اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اُن کے ردّعمل کے طور پر یا مغربی اور دنیاداری کے اثر کے تحت مذہب سے لاتعلق ہیں۔ اعتماد سے (دینی) تعلیم کی خوبیوں کو بیان کرنے کے بجائے یا لاتعلق ہیں یا خوفزدہ ہیں۔ بعض چیزوں میں (دینی) تعلیم کی خوبیوں کو بیان کرنے کے بجائے اور دنیاداروں کی باتوں کو غلط کہنے کی بجائے ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں اور (دینی) تعلیم کی غلط توجیہیں اور وضاحتیں پیش کرتے ہیں کہ یہ نہیں، اس کا مطلب تو یہ تھا یا یہ تھا۔ ان لوگوں پر دنیا کا خوف اللہ تعالیٰ کے خوف پر غالب ہے۔ اسی طرح بعض سیاستدان حکمران ہیں۔ دین سے ان کا لوگوں کا کچھ واسطہ نہیں ہے۔ وہ اگر (-) سے متفق نہ بھی ہوں تو اپنی کرسی کے چھن جانے کے خوف سے کہ کہیں (-) لوگوں کو ہمارے خلاف نہ بھڑکا دے یہ بزدلی اور اپنی دنیاوی اغراض کی وجہ سے جو اُن پر غالب آجاتی ہیں، خاموش ہیں۔ گویا کہ (-) میں سے ہر وہ طبقہ جس نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کا انکار کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں سے دُور چلا گیا ہے۔ چاہے وہ مذہب کے نام پر اپنی دکان چمکانے والے (-) ہیں۔ الزام تو حضرت مسیح موعود کو دیتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کر کے دوکانداری بنائی ہوئی ہے لیکن حقیقت میں ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی مخالفت کو آسان کمائی اور دکان چمکانے کا ذریعہ بنالیا ہوا ہے۔ دلیل ان کے پاس ہے کوئی نہیں جس کی وجہ سے آپ اکثر دیکھیں گے کہ گالیاں ہی دیتے ہیں۔ بہرحال مذہب کے نام پر یہ دکانداری کرنے والا طبقہ ہے یا دنیاداری کی خاطر مذہب کو ثانوی حیثیت دینے والا طبقہ ہے یہ سب لوگ نام کے مسلمان ہیں۔ (دین) کی حقیقی تعلیم سے ان کا کوئی بھی واسطہ نہیں ہے۔

ایسے حالات میں احمدیوں کو سوچنا چاہئے کہ جب انہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے تو ان پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مخالفین نے ان پر ظلم تو کرنے ہی ہیں اور اسی طرح مذہب سے دور ہٹے ہوئے جو لوگ ہیں اور خدا تعالیٰ کا انکار کرنے والے جو ہیں انہوں نے بھی اس وقت ہماری مخالفت کرنی ہے۔ جب ہم ان کی ان باتوں کے خلاف بات کریں گے جو وہ آزادی کے نام پر غلط باتیں کرتے ہیں یا قوانین بناتے ہیں، تب ان لوگوں نے ہمارے خلاف ہونا ہے۔ پس کیا ایسے میں ہم خوفزدہ ہو کر چپ ہو جائیں یا ایمانی کمزوری دکھاتے ہوئے ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جائیں۔ اگر ہم نے بھی ایسا ہی کرنا ہے تو پھر حضرت مسیح موعود کی بیعت میں آنے کا کیا فائدہ؟ ہمیں تو آپ نے آکر یہ بتایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق چلنا ہے اور اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی ہے۔ اپنے ایمان کو بھی ضائع نہیں کرنا اور فساد کو بھی پیدا نہیں ہونے دینا اور ساتھ ہی یہ چیز بھی سامنے رکھنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچانا بھی ہے تاکہ توحید کا قیام ہو اور (دین) کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلایا جائے اور دنیا کی اکثریت اس تعلیم کی قائل ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو ہماری رہنمائی فرمائی ہے اس کے مطابق چلو اور وہ یہ ہے کہ اُدۡعُ اِلٰی ...... (النحل:126) یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان کے ساتھ ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔

پس (دعوت الی اللہ) کے لئے، (دین) کی خوبصورت تعلیم پھیلانے کے لئے، (دینی) احکامات کی حکمت بتانے کے لئے دلیل کے ساتھ بات کی ضرورت ہے نہ کہ اُس طرح جس طرح یہ آجکل کے نام نہاد (-) یا شدت پسند گروہ کر رہے ہیں۔ تلوار کے ساتھ (دین) پھیلانے کا اللہ تعالیٰ نے کہیں حکم نہیں دیا۔ پھر جو دنیادار ممالک ہیں اور جو حکومتیں ہیں ان میں بھی بعض ایسی باتیں رائج ہو گئی ہیں یا ایسی باتوں کو قانون تحفظ دیتا ہے جن کی مذہب اجازت نہیں دیتا اور مذہب کے نزدیک وہ نہ صرف اخلاق سے گری ہوئی باتیں ہیں بلکہ گناہ بھی ہیں ان کے بارے میں اگر ہم نے بات کرنی ہے اور اگر دوسرا فریق اس پر غصہ میں آتا ہے تو عارضی طور پر اس بات کو ٹالا جا سکتا ہے، وہاں سے سلام کر کے اٹھا جا سکتا ہے۔ یہی اس وقت حکمت کا تقاضا ہوگا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اس لئے کہ یہ قانون بن گیا یا دوسرا فریق غصہ میں آگیا ہم ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگ جائیں۔ اگر خوفزدہ ہو کر یا دنیاداری سے متاثر ہو کر ہاں میں ہاں ملاتے ہیں تو یہ غلط ہے اور پھر ہم اس گناہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ آیت جَادِلۡهُمۡ (-) کا یہ منشاء نہیں ہے کہ ہم اس قدر نرمی کریں کہ مداہنہ کر کے خلاف واقعہ بات کی تصدیق کر لیں۔

پس حکمت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بزدلی دکھائی جائے بلکہ حکمت حق بات کو بغیر فساد کے کہنے میں ہے یا ایسے طریقے سے بات کی جائے کہ جس سے فساد پیدا نہ ہو اور جو اس بات کے کرنے کا حق ہے

وہ بھی ادا ہو جائے۔

پس ایک مومن کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بزدلی اور حکمت میں کیا فرق ہے۔ جو (دین) کے واضح حکم ہیں اور جن کو (دین) غلط کہتا ہے اس کو ہم نے نہیں کرنا اور غلط ہی کہنا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ قانون کو ہاتھ میں لے کر لڑائی بھی نہیں کرنی۔

پھر ایک جگہ اس بارے میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جب تُو کسی ...... کے ساتھ بحث کرے تو حکمت اور نیک نصیحتوں کے ساتھ بحث کر جو نرمی اور تہذیب سے ہو۔ ہاں یہ سچ ہے کہ بہتیرے اس زمانے کے جاہل اور نادان (-) اپنی حماقت سے یہی خیال رکھتے ہیں کہ جہاد اور تلوار سے دین کو پھیلانا نہایت ثواب کی بات ہے اور وہ درپردہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسے خیال میں سخت غلطی پر ہیں اور ان کی غلط فہمی سے الٰہی کتاب پر الزام نہیں آ سکتا۔ (اگر وہ ایسی باتیں کرتے ہیں تو ان کی غلطی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب پر الزام آئے) فرمایا کہ واقعی سچائیاں اور حقیقی صداقتیں کسی جبر کی محتاج نہیں ہوتیں بلکہ جبر اس بات پر دلیل ٹھہرتا ہے کہ روحانی دلائل کمزور ہیں۔ کیا وہ خدا جس نے اپنے پاک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ وحی نازل کی کہ فَاصْبِرْ (-) (الاحقاف:36) یعنی تُو ایسا صبر کر کہ جو تمام اولوالعزم رسولوں کے صبر کے برابر ہو۔ یعنی اگر تمام نبیوں کا صبر اکٹھا کر دیا جائے تو وہ تیرے صبر سے زیادہ نہ ہو اور پھر فرمایا کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرۃ:257) یعنی دین میں جبر نہیں چاہئے اور پھر فرمایا کہ اُدْعُ (-) یعنی ......حکمت اور نیک وعظوں کے ساتھ مباحثہ کر، نرمی سے اور پھر فرمایا (-) (آل عمران:135) یعنی مومن وہی ہیں جو غصہ کو کھا جاتے ہیں اور یاوہ گو اور ظالم طبع لوگوں کے حملوں کو معاف کر دیتے ہیں اور بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے۔ فرمایا کہ کیا ایسا خدا یہ تعلیم دے سکتا تھا کہ تم اپنے دین کے منکروں کو قتل کر دو اور ان کے مال لوٹ لو اور ان کے گھروں کو ویران کر دو۔ بلکہ (دین) کی ابتدائی کارروائی جو حکم الٰہی کے موافق تھی صرف اتنی تھی کہ جنہوں نے ظالمانہ طور سے تلوار اٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے اور جیسا کیا ویسا اپنا پاداش پالیا۔ فرمایا کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ تلوار کے ساتھ منکروں کو قتل کرتے پھرو......

جو (-) ہیں (دین) کے پھیلانے کے نام نہاد علمبردار بنے پھرتے ہیں یا وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں یا جو (دین) کے مخالف لوگ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ (دین) کہتا ہے کہ منکروں کو قتل کرو۔ (حالانکہ یہ کہیں نہیں لکھا۔

پس یہ ہے (دین) کی تعلیم جس پر دوسرے (-) تو عمل نہیں کرتے یا اس لئے کہ ان کو (دین) کا پیغام پہنچانے سے دلچسپی نہیں ہے یا اس لئے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا: نادان اور جاہل (-) ہیں۔ لیکن ہم نے (-) میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی یہ تعلیم عام کرنی ہے۔ اس لئے اپنے اپنے حلقے میں، اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کو اس طرف توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ پہلے اگر یہ لوگ چھپے ہوئے تھے اور نفاق کی زندگی گزار رہے تھے لیکن (دین) کی شدت پسند تعلیم کا نظریہ رکھتے تھے تو اب ایسے گروہ ہیں جو کھلے عام ایسی باتیں کرتے ہیں اور پھر غیروں کو ہی نہیں بلکہ (-) (-) کی گردن کاٹ رہا ہے اور (دین) کو بدنام کر رہے ہیں۔ احمدیوں کے خلاف تو یہ سب ہیں ہی۔ ایک فرقہ دوسرے فرقے کے خلاف اور ایک گروپ دوسرے گروپ کے خلاف بھی قتل و غارت گری کر رہا ہے۔ ایسے میں احمدیوں کا کام بہت بڑھ گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آ جاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آ کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہو سکتے۔ فرمایا جو مغضوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے۔ جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔ پس جب غضب اور جنون ہو جائے تو انسان پھر عقل کی باتیں نہیں کرتا اور یہی ہم غیروں میں دیکھتے ہیں۔ ہمارے خلاف تو (-) ہر جگہ یہ عمل دکھا رہا ہے اور اس کا یہ عمل صرف ہمارے خلاف ہی نہیں ہے، (دین) کو بھی بدنام کر رہا ہے۔ جب ہم (دعوت الی اللہ) کرتے ہیں اور (دین) کی پُرامن تعلیم دنیا کو بتاتے ہیں تو (دین) مخالف طاقتیں جو ہیں ہمیں ہمیشہ یہی جواب دیتی ہیں کہ ٹھیک ہے تم پُرامن ہو گے لیکن تمہیں تو (-) اکثریت (-) ہی نہیں سمجھتی لہٰذا تم (دین) کی نمائندگی نہیں کر سکتے۔

پس ان حالات میں ہمارے چیلنج مزید بڑھ جاتے ہیں اور ہر احمدی کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا ہر فعل اور عمل (دین) کا نمونہ ہو۔ اگر (دعوت الی اللہ) نہیں بھی کر رہا تو پھر بھی اس کا قول و فعل (دین) کا پیغام پہنچانے والا ہو۔ پھر (دعوت الی اللہ) کے لئے ہمیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمت کی اس بات کو بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ دلوں کی کچھ خواہشیں اور میلان ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ کسی وقت بات سننے کے لئے تیار رہتے ہیں اور کسی وقت اس کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ (کبھی انسان کوئی بات سننے کے لئے تیار ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا) اس لئے لوگوں کے دلوں میں ان میلانات کے تحت داخل ہوا کرو۔ (یہ دیکھا کرو کہ اس وقت کیا صورتحال ہے اور پھر اس کے مطابق بات کرو) اور اس وقت اپنی بات کہا کرو جب وہ بات سننے کے لئے تیار ہوں۔ پس اس حکمت کو ہمیں اختیار کرنا چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود نے یہ رہنمائی فرمائی کہ: چاہئے کہ جب کلام کرے تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ بس چھوٹا سا چٹکلہ کسی وقت چھوڑ دیا جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے۔ پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔

اب یہ باتیں اسی وقت ہو سکتی ہیں جب مستقل رابطے ہوں۔ آزادی کے نام پر خدا تعالیٰ کے قانون سے ٹکرانے اور آزادی کے نام پر غیر اخلاقی باتوں کو اخلاق کے زمرہ میں لانے کی جو مذہب مخالف طاقتیں ہیں کوشش کر رہی ہیں۔ ہم حکمت کی باتوں اور مستقل رابطوں اور کوشش سے ہی ان کے ردّ کر سکتے ہیں۔ ان کا توڑ کر سکتے ہیں۔

اب آسٹریلیا میں اگر ایک طبقہ (دین) دشمنی میں یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اگر (-) مرد عورتوں سے یا عورتیں مردوں سے مصافحہ نہیں کرتے تو انہیں ملک سے نکال دینا چاہئے۔ یا حجاب کے کچھ لوگ خلاف ہیں یا بعض ملکوں میں (-) اور میناروں کے خلاف ہیں۔ یا ہالینڈ کے ایک سیاستدان کا بیان ہے کہ تمام (-) کو ہی ملک سے نکال دو۔ یا ایک مخصوص ملک کے (-) کو ملک سے نکال دو۔ یا امریکہ کے صدر بعض مسلمان ممالک کے لوگوں پر پابندیاں لگانا چاہتا ہے تو یہ بیشک (دین) مخالف سوچ کا نتیجہ ہے۔ یہ ساری باتیں اور بعض (-) گروہوں کے عمل اس کو ہوا دینے والے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی (دین) کی تعلیم کی حقیقت بھی ان لوگوں کی اکثریت کو معلوم نہیں۔ اس لئے اس بارے میں حکمت سے اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کو کام کرنا چاہئے۔ ہر جگہ جہاں جماعت کی تعداد اتنی ہے کہ ہم مؤثر پیغام پہنچانے کا کام کر سکیں وہاں ہمیں اپنے روایتی پروگراموں کے ساتھ جو (دعوت الی اللہ) پروگرام ہیں (دین) کے امن اور سلامتی کے پیغام کو پہنچانے کے لئے مؤثر پروگرام بھی بنانے چاہئیں۔ ان ملکوں میں جہاں (دین) کے خلاف قوتیں زور پکڑ رہی ہیں ان کے زور کو توڑنے کے لئے اگر کوئی منظّم کوشش کر سکتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔ دوسرے (-) (دین) کی خوبصورتی کو ظاہر کرنے اور اس کا پیغام پہنچانے کا کام کر ہی نہیں سکتے۔ ان میں وہ تنظیم ہی نہیں ہے نہ ان کے پاس علم ہے۔ یہ کام اب حضرت مسیح موعود کے ساتھ منسلک ہونے والوں کے ذریعہ مقدر ہے۔ پس اس بات کی اہمیت کو ہمیں سمجھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں: جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی طاقت اور قوت تیز ہوتی ہے۔ فرمایا ...... یہ ایک قدرتی نظارہ ہے۔ حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے خود آزما کر دیکھا ہے جہاں جہاں ہماری نسبت زیادہ شور و غل ہوا ہے وہاں ایک جماعت تیار ہو گئی اور جہاں لوگ ...... سن کر خاموش ہو جاتے ہیں وہاں زیادہ ترقی نہیں ہوتی۔

پس اس مخالفت میں جہاں (-) کی طرف سے مخالفت ہے وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ احمدیت کا

تعارف ہو رہا ہے اور ترقی بھی ہو رہی ہے۔ الجزائر میں بھی ہماری (دعوت الی اللہ) سے شاید جماعت کا اور حضرت مسیح موعود کا اتنا تعارف نہ ہوتا جتنا ان مقدمات اور ہمارے خلاف اخباروں میں لکھنے کی وجہ سے ہوا ہے اور سعید فطرتوں پر اس کا نیک اثر بھی ہو رہا ہے۔ اسی طرح غیر مسلم ممالک میں بھی جب (دین) کے خلاف فضا ہے ہمیں زیادہ سے زیادہ احمدیت اور حقیقی (دین) کو متعارف کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پُر امن تعلیم کو پھیلانا چاہئے اس سے شاید ایک طبقہ میں ہماری مخالفت بھی بڑھے گی۔ بعض جگہ ایسے نمونے سامنے آ بھی رہے ہیں کہ غیروں میں بھی عیسائیوں میں بھی مخالفت بڑھتی ہے مثلاً مشرقی جرمنی میں جماعت کے خلاف قوم پرست بہت کچھ کہتے ہیں لیکن نیک فطرت دلوں پر اس کا مثبت اثر بھی ہو رہا ہے۔ جماعت کا تعارف ہو رہا ہے۔ پس اس سے ہمیں خوفزدہ ہونے کی بجائے خوش ہو کر اپنے کام کو تیز کرنا چاہئے اور ہر احمدی کو اپنے نمونے اور اپنے اظہار سے (دعوت الی اللہ) کا حصہ بننا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ (دین) کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے (-) کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق گزارنے والے ہوں۔ سچے (-) کا نمونہ بننے والے ہوں اور تمام تر مخالفتوں کے باوجود (دین) کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلانے والے بنیں اور ہم میں سے ہر ایک حقیقی (دین) کی حفاظت اور سچائی ظاہر کرنے والوں میں سے بن جائے۔

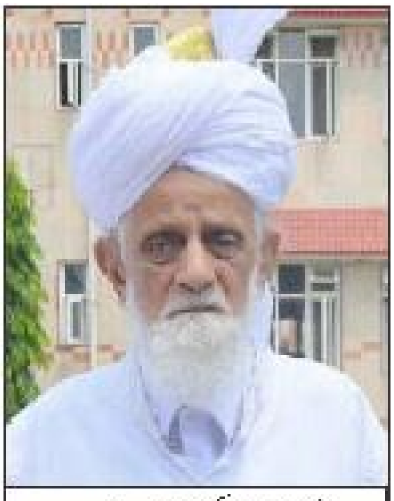

محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب

نمازوں کے بعد میں کچھ جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ غائب مکرم و محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب قادیان کا ہے جو محترم محمد عزیز الدین صاحب کے بیٹے تھے۔ 15 مارچ 2017ء کو ستانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ ...... ان کے دادا حضرت حکیم مولوی وزیر الدین صاحب حضرت مسیح موعود کے (رفیق) تھے اور تین سو تیرہ (رفقاء) کی فہرست میں ان کا نام حضرت مسیح موعود نے اپنی دو کتب ...... میں درج فرمایا ہوا ہے۔ حضرت حکیم مولوی وزیر الدین صاحب کانگڑہ میں ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق 1905ء میں کانگڑہ میں جو خوفناک زلزلہ آیا تھا اس میں آپ اور مدرسے کے طلباء معجزانہ طور پر بچ گئے۔ حکیم محمد دین صاحب مرحوم جون 1920ء کو مکیریاں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کا امتحان لاہور سے اور انٹر کا امتحان قادیان سے پاس کیا۔ منشی فاضل کی ڈگری حاصل کی۔ دو سال طبیہ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے حکیم حاذق کی ڈگری حاصل کی۔ 1939ء سے 1944ء تک محکمہ ریلوے میں اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کے طور پر کام کیا۔ پھر 1943ء میں حضرت مصلح موعود کی تحریک پر وقف زندگی کی درخواست دی۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ ارشاد فرمایا کہ اپنا کام جاری رکھیں اور (دعوت الی اللہ) کرتے رہیں۔ لیکن حضرت مصلح موعود کے خطبہ کو سن کر ان کی خواہش یہی تھی کہ وقف کریں اور باقاعدہ (مربی) کے طور پر کام کریں اور آخر پھر اسی خواہش کی وجہ سے اور مسلسل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو لکھتے رہنے کی وجہ سے ایک وقت آیا جب ان کو بطور (مربی) لے لیا گیا اور بمبئی میں ان کو (مربی) انچارج بنا دیا گیا۔ پہلے انہوں نے مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کے تحت معاون کے طور پر کام کیا۔ پھر خود ان کو (مربی) انچارج بنایا گیا۔ مجموعی طور پر 25 سال (دعوت الی اللہ) کے میدان میں خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ 1972ء کے آخر میں قادیان مرکز بلا لیا گیا۔ یہاں مدرسہ احمدیہ میں پہلے استاد مقرر ہوئے۔ پھر بارہ سال بطور ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ بحیثیت ناظم دار القضاء، صدر مجلس انصار اللہ بھارت اور ممبر اور پھر صدر مجلس کارپرداز کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ناظم وقف جدید بھی بنائے گئے اور 2011ء میں ان کو صدر صدر انجمن احمدیہ بنایا تھا اور 2014ء تک یہ صدر صدر انجمن احمدیہ کی خدمت بجا لاتے رہے۔ اس لحاظ سے ان کا جو خدمت کا عرصہ ہے بہت وسیع ہے۔ کئی سالوں پر پھیلا ہوا ہے۔ ان کو حج بدل کے طور پر حج بیت اللہ کی بھی توفیق ملی۔ قرآن کریم کی تلاوت بڑی عمدہ کیا کرتے تھے۔ آواز بھی بڑی اونچی تھی۔ ان کی وصیت پہلے 1/10 تھی پھر انہوں نے 1/7 کی اور پھر 1/5 کے موصی تھے۔ بڑے بے نفس انسان تھے۔ بڑی عاجزی سے اور بے نفس ہو کر انہوں نے ہمیشہ خدمت کی۔ اپنے سے بہت جونیئر کے بھی ماتحت رہے تو کامل اطاعت کے ساتھ انہوں نے اپنے جونیئر مربیان کے تحت بھی کام کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد اس وقت تین بیٹیاں پاکستان میں ہیں۔ تین بھارت میں ہی ہیں۔ دو بیٹے ہیں جو جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وفا اور اخلاص سے اپنے عہد بیعت کو نبھانے اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

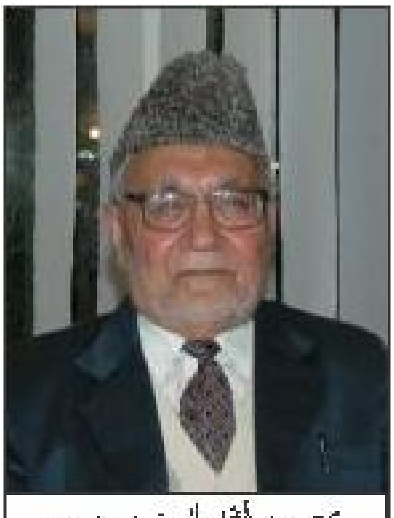

محترم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب

دوسرا جنازہ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب ابن مکرم ماسٹر امام علی صاحب کا ہے جو 4 مارچ 2017ء کو 90 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ ...... 16 اپریل 1927ء کو یہ بھیرہ میں پیدا ہوئے اور 1946ء میں تعلیم الاسلام کالج قادیان سے ایف۔ایس۔سی کا امتحان پاس کیا۔ 1947ء میں اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے بی۔ایس۔سی میں داخلہ لیا اور 1950ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ایس۔سی کی۔ 1951ء میں جامعۃ المبشرین میں داخل ہوئے اور پھر اس کے بعد آپ کی خدمات کا سلسلہ کافی لمبا ہے۔ 1956ء میں بطور (مربی) گھانا بھجوایا گیا۔ 1960ء تک آپ وہاں رہے۔ 1960ء سے 1964ء تک جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد رہے۔ 64ء سے 67ء تک مغربی جرمنی کے (مربی) رہے۔ پھر 68ء میں افریقہ میں نائیجیریا بھیجے گئے۔ 1972ء تک وہاں رہے۔ 1972ء میں پھر جرمنی آئے اور 1977ء تک وہاں خدمات انجام دیں۔ 1979ء میں حدیقۃ المبشرین میں بطور سیکرٹری کام کیا۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن بھی مقرر ہوئے۔ اور 1982ء میں گیمبیا (مربی) کے طور پر گئے۔ 1983ء تک پھر وہاں رہے۔ پھر بطور (مربی) ان کا نائیجیریا تبادلہ ہو گیا اور 1986ء تک وہاں رہے۔ 1986ء میں پاکستان واپس گئے تو جامعہ احمدیہ میں بطور استاد خدمت کی توفیق پائی اور پھر 1988ء میں آپ کا تقرر وکالت تصنیف میں ہوا۔ 1988ء تک خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ اس کے بعد آپ کی ریٹائرمنٹ ہوئی۔ اس کے بعد سے آپ جرمنی میں ہی تھے۔ 1974ء کے حالات کے بعد آپ نے جرمنی میں احمدیوں کو وہاں منگوانے کا اور امیگریشن دلوانے کا بڑا کام کیا جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بڑا سراہا اور وہاں رہنے والے جو بعض پرانے احمدی ہیں انہوں نے مثلاً عرفان خان صاحب نے مجھے لکھا کہ باپ کی طرح انہوں نے ہمیں وہاں رکھا اس وقت جماعت کے مالی حالات بھی ایسے نہیں تھے تو یہاں تک احتیاط کرتے تھے کہ ہم پانی نہ ضائع کریں اور وضو کرتے ہوئے ہمارے پیچھے کھڑے ہو جایا کرتے تھے کہ پانی تو ضائع نہیں کر رہے۔ اس وقت وہاں اکثریت نوجوانوں کی ہی آئی تھی تو ان کو آپ نے باقاعدہ جماعت کے ساتھ منسلک رکھا اور ان کی تربیت بھی کرتے رہے۔ بڑے قناعت پسند تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے درویشان کی مختلف خصوصیات پر بعض کتب بھی لکھی ہیں۔

تیسرا جنازہ مراکش سے ابراہیم بن عبداللہ اغزول صاحب کا ہے۔ جو جمال اغزول صاحب کے والد ہیں۔ 10 مارچ 2017ء کو 81 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ ...... انہوں نے سن 2000ء میں بیعت کی تھی۔ ان کی اہلیہ نے ان سے پہلے بیعت کی تھی اور ان کی اہلیہ نے ہی انہیں

بیعت کے لئے تیار کیا تھا۔ اکثر ایم ٹی اے دیکھتے رہتے تھے۔ نمازوں کے پابند اور قرآن کریم سے خاص محبت رکھنے والے تھے۔ سب افراد خانہ سے بہت شفقت کرتے تھے بہت نرم خُو تھے۔ اولاد کی تربیت میں کبھی سختی نہیں کی۔ اپنے کنبے کو، خاندان کو ہمیشہ متحد رکھا۔ سخاوت اور صلہ رحمی میں بہت نمایاں تھے۔ مالی لحاظ سے کمزور بھائیوں کو اچھے دنوں میں اپنی تجارت میں شریک کر کے ان کے مالی حالات بہتر کرنے کی کوشش کرتے۔ مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔ جماعتی مہمانوں کے آنے پر بڑے خوش ہوتے تھے۔ جوانی سے ہی ایمانداری میں مشہور تھے حتی کہ جس شخص کے پاس کام کرتے تھے وہ اپنا سارا سامان تجارت اور اموال ان کے حوالے کر دیتا تھا جس پر ان کے ساتھی تاجر حیران ہو جاتے تھے۔ آخری عمر میں بیماری کی حالت میں بار بار نماز کی بابت دریافت کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور خلافت اور جماعت سے وابستہ رکھے۔

اداریہ

ترک سگریٹ نوشی۔اطاعت کے نمونے

حقہ نوشی وغیرہ سے حضرت مسیح موعود کو کس قدر بیزاری تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک رفیق بیان کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی خدمت میں کسی صاحب نے عرض کی کہ حضور مطبع خانہ میں کبھی کبھی تشریف لایا کریں۔ اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ آپ مجھے معاف رکھیں میں وہاں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ وہاں حقہ رکھا ہوا ہوتا ہے اور میں حقہ کو دیکھ کر سر سے پاؤں تک شرم میں پنہاں ہو جاتا ہوں۔ لیکن میں حقہ پینے والوں کو دل سے برا نہیں جانتا۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگ بیعت کے واسطے میرے پاس آتے ہیں، اُن کی داڑھی اُسترے سے منڈھی ہوئی ہوتی ہے، اُن کے منہ سے شراب کی بُو آتی ہے اُن کو بھی دل سے برا نہیں جانتا۔ کیونکہ میرا ایمان ہے کہ اگر وہ میرے پاس رہیں گے یا کثرت سے میرے پاس آئیں گے تو خداوند کریم اُن کو ضرور متقی اور پاک صاف کر دیں گے۔

(الفضل 25 مئی 2011ء صفحہ 3)

چنانچہ جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی۔ آپ کا قرب پایا۔ انہوں نے واقعتاً حقہ نوشی اور سگریٹ نوشی وغیرہ چھوڑ دی اور یہ سلسلہ آج بھی نومبائعین میں جاری ہے۔ اس کی بے شمار مثالوں میں سے چند ایک پیش ہیں۔

اخبار ''البدر'' قادیان کے اولین ایڈیٹر اور مالک حضرت بابو محمد افضل صاحب کا چشم دید بیان ہے کہ

''میں افریقہ میں تھا اور ڈاکٹر رحمت علی صاحب (حضرت حافظ روشن علی صاحب کے بھائی) اور منشی محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار وغیرہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت اقدس کا ایک اشتہار اپنی جماعت کو تنبیہ کے عنوان سے پہنچا۔ جس میں حضرت اقدس نے حقہ نوشی کی مجلسوں میں شریک ہونے والوں سے اظہار رنج فرمایا ہوا تھا۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور منشی محمد ابراہیم صاحب کو حقہ نوشی کی سخت عادت تھی۔ مگر اس اشتہار کو پڑھ کر ہر دو صاحبوں نے عزم صمیم کر لیا کہ اب حقہ نوشی نہ کریں گے۔ **چنانچہ وہ دن اور آج کی گھڑی کہ پھر یہ صاحب حقہ کے نزدیک نہیں گئے۔ حضرت اقدس فرمایا کرتے ہیں کہ عادات کو ترک کرنا اور ان میں تغیر پیدا کرنا اسی کا نام کرامت ہے۔**''

(البدر یکم فروری 1904ء صفحہ 11)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نے ہندوؤں کو حقہ نوشی ترک کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:

ہمارے ایک دوست ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب ہیں حقہ بہت ہی کثرت سے پیتے تھے آخر انہوں نے ایک دم چھوڑ دیا ان کا کچھ بھی نہ بگڑا، سکھوں میں لاکھوں آدمی ہیں جو حقہ نہیں پیتے ان کو کچھ بھی ضرر اور نقصان نہیں ہے بلکہ برخلاف تم لوگوں کے زیادہ قوی اور تندرست ہیں حقہ تو حقہ میں نے ایسے افیون پینے والوں کو جو چھٹانک بھر روز کھاتے تھے دیکھا ہے کہ انہوں نے افیون کو ایک دم ترک کر دیا وہ اچھے بھلے ہیں چنانچہ جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب جب قادیان حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے تو ایک دم افیون ترک کر دی وہ افیون بھی معتاد سے زیادہ کھاتے تھے۔ ان کو کوئی نقصان نہ ہوا۔ بلکہ اور زیادہ تندرست اور قوی ہو گئے۔ وہ ہندو میری یہ بات سن کر حقہ پینے سے باز رہے اور آگ اور چلم پھینک دی۔

حضرت چوہدری غلام محمد صاحب مینیجر اسٹیٹ سندھ نے 55 سال کی عمر میں حقہ اور سگریٹ نوشی چھوڑ دی۔ (الفضل 19 نومبر 1939ء)

مکرم ناظر صاحب تعلیم و تربیت کی ایک رپورٹ ہے کہ

جماعت باندھی سندھ کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ ایک دوست نے حقہ پینا چھوڑ دیا گزشتہ سال بھی علاقہ سندھ کی ایک جماعت کے کئی اصحاب نے حقہ چھوڑا تھا۔

(الفضل 19۔ اگست 1939ء)

مکرم محمد عبداللہ صاحب کالرہ سرگودھا جوانی کے عالم میں حقہ نوش تھے اور ایک نوکر اس اہتمام کے لئے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ جلسہ سالانہ قادیان میں حضرت خلیفہ ثانی نے سگریٹ نوشی اور حقہ نوشی سے احباب جماعت کو منع کیا تو آپ نے جلسہ گاہ میں ہی اینٹوں سے حقہ توڑ ڈالا اور آئندہ نہ پینے کا عہد کیا اور واقعی پھر ساری زندگی حقہ کے قریب نہیں گئے اور یوں خلیفہ وقت کے حکم کی بجا آوری کی۔

(الفضل 30 ستمبر 2010ء)

محترم ملک محمد عبداللہ صاحب انجینئر راولپنڈی چین سموکر تھے اور ان کے بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں درمیان میں زرد بلکہ سیاہ ہو گئی تھیں بیعت کرنے کے بعد آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ سگریٹ پینے سے میرے منہ میں بو پیدا ہوتی ہے اور پھر اسی منہ سے قرآن شریف اور درود پڑھتا ہوں۔ یہ تو اچھی بات نہیں اور طبیعت بہت بے قرار رہنے لگی ایک روز کا واقعہ ہے کہ انہوں نے سگریٹ منہ میں رکھا اور ماچس کی تیلی سلگانے لگے تو شدید احساس ہوا کہ یہ برا ہے اور کچھ دیر سوچنے کے بعد فیصلہ کیا کہ میں یہ سگریٹ نہیں پیوں گا۔ سگریٹ ہونٹوں سے نکال کر میز پر رکھ دیا اور سگریٹ نوشی ترک کرنے کا بلند آواز میں اعلان کر دیا۔ اس کے بعد تین چار دن بڑی تکلیف کے ساتھ گزرے۔ سارا سارا دن ٹہلتے رہتے راتیں بھی بے خوابی کی نذر ہو گئیں۔ ہم سے یہ تکلیف دیکھی نہ جاتی تھی مگر آپ نے یہ تکلیف وہ وقت نہایت استقامت کے ساتھ گزارا اور سگریٹ نوشی مستقل طور پر ترک کر دی۔

(الفضل 7۔ اکتوبر 2011ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ جرمنی کے ایک مرحوم طالب علم احمد یحییٰ باجوہ صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جامعہ کے ایک کارکن کو سگریٹ نوشی کی عادت تھی۔ باجوہ صاحب نے انہیں ایسے پیار سے سمجھایا کہ انہوں نے اس بد عادت کو چھوڑ دیا۔

(الفضل 5 مئی 2015ء)

ایک اور نومبائع دوست نے کہا کہ ہم شراب پیتے تھے، سگریٹ نوشی کرتے تھے، احمدیت قبول کرنے سے ہم نے یہ دونوں چیزیں چھوڑ دی ہیں، بلکہ اگر نمازیں باقاعدہ ہوں، (وہ خود وہ لکھتے ہیں کہ اگر نمازیں باقاعدہ ہوں) تو ان فضول چیزوں کی طرف توجہ ہی نہیں رہتی۔

(الفضل 18۔ اکتوبر 2011ء)

مکرم بشیر احمد رفیق صاحب سابق امام بیت الفضل لندن کو آٹھویں جماعت سے سگریٹ کی عادت ہو گئی اور بڑھتے بڑھتے 60 سگریٹ یومیہ تک پہنچ گئی۔ ایک دن حضرت مصلح موعود کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو عطر وغیرہ لگا کر گئے۔ مگر حضور نے سگریٹ کی عادت بھانپ لی اسے ترک کرنے کی تلقین فرمائی اور ساتھ ہی نسخہ بھی بتایا۔ جس پر عمل کرنے سے 40 دن بعد اس عادت سے مکمل نجات مل گئی۔ (الفضل یکم فروری 2016ء)

☆............☆............☆............☆